دِل کی زندگی

مصنف

مولانا عبداللہ دانش

شائع کردہ
مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ اہلحدیث (رجسٹرڈ)
اسلامیہ پارک پونچھ روڈ لاہور

اطاعتِ رسول ﷺ

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت رسول کی اطاعت کے درمیان ربط فرما دیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ "قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ" آل عمران: ۳۲
آپ فرما دیجئے اے محمد ﷺ کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔

۲۔ قرآن کریم نے اطاعت رسول کو عین اطاعت الٰہی قرار دیا ہے۔
مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ، النساء: ۸۰
جو رسول اللہ ﷺ کا کہا مانے اس نے اللہ کا کہا مانا

۳۔ جو کچھ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس لے کر آتے ہیں اس کی اتباع لازم و ضروری ہے۔ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ الحشر
جو کچھ رسول ﷺ تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔

۴۔ نیز قرآن کریم میں حکم آیا ہے کہ باہمی نزاع کی صورت میں قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۚ (النساء ۵۹)

اگر تم کسی بات میں جھگڑا کرو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کریں اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر اور اس کا انجام بہت اچھا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (القرآن)

آگاہ رہو کہ اللہ کے ذکر سے اطمینانِ قلب نصیب ہوتا ہے

دِل کی زندگی

اے دل زندہ ڈر ہے کہ تو نہ کہیں مُردہ ہو جائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

تألیف

مسلم سکالر مولانا
عبداللہ دانش
(حال مقیم امریکہ)

طبع اوّل ــــ دو ہزار ــــ سنہ ۱۹۹۵ء سنہ ۱۴۱۶ھ

سرورق ــــ عامر شہزاد

ناشر ــــ عبدالقیوم ملک

مطبع ــــ قومی پریس۔ لوئر مال لاہور

کتابت ــــ مہدی حسن کاتب چوک متی لاہور

تقسیم کنندہ

مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ (رجسٹرڈ)

اسلامیہ پارک۔ پونچھ روڈ۔ لاہور

فہرست

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ

اس سے بڑا وظیفہ کوئی نہیں ہو سکتا

آیت کریمہ زیادہ سے زیادہ پڑھیں۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

(گناہوں کو یاد کر کے ساتھ ساتھ اشک ندامت بھی بہائیں)

يَا أَللّٰهُ يَا رَحْمَانُ يَا رَحِيْمُ يَا وَدُوْدُ يَا عَزِيْزُ

صبح وشام پڑھیے

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

کی تسبیح صبح وشام کیجئے۔

درود ابراہیمی نماز فجر اور مغرب کے بعد باقاعدگی سے ایک سو بار پڑھیں۔ ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کریں اور گانے بجانے شیطانی کاموں سے بچیں کیونکہ پرہیز کے بغیر علاج موثر نہیں ہوتا۔ نیز کلام الہٰی کی توہین سے عذاب کا خطرہ رہتا ہے جو کسی شکل میں بھی اچانک آ سکتا ہے (اللہ محفوظ رکھے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائی کلمات

محترم قارئین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرے اس سلام کے حوالے سے آپ نے جواباً وعلیکم السلام کہہ کر دعا دی۔ اللہ خوش رکھے۔ یہ ہے اسلام کا نور! ایک وہ بھی ہیں کہ ملے تو ہائے (Hi) جواب میں بھی ہائے (Hi) یا لڑکا ہو تو لڑکی کو اور لڑکی ہو تو لڑکے کو I Love You یہ امریکہ ہے۔ لیکن بس ہوس ناک نظریں۔ جنس زدہ لوگ ڈالر کی چکاچوند اخلاقی قدریں پامال۔ جس کی تمنا پاکستانی کرتا ہے۔ حالانکہ "امریکہ اے تیری کونسی کل سیدھی" والی بات ہے۔

یہ باتیں پاکستانی مسلم سکالر جناب عبداللہ دانش جو آج کل امریکہ میں ہیں کر رہے تھے۔ مولانا ماموں کانجن کی جامعہ سے فراغت کے بعد سکول میں تدریس کے فرائض انجام دیکر منصورہ میں بھی رہے۔ فوج میں خطابت کے فرائض انجام دیتے دیتے امریکہ جا پہنچے۔ ان کے مختلف قرآنی دروس کیسٹوں کے ذریعے یورپ میں بھی اللہ کے فضل سے مقبول ہوئے ہیں۔ آپ بونی فے یو ایس اے (BONIFAY U.S.A.) کی مسجد الدعوۃ میں خطابت کے فرائض آج کل اصلاح امت کے لئے انجام دے رہے ہیں۔ ہمارے دوست حاجی عبداللہ کہنے لگے "دل لگتا تھا کہ جیسے پھیل کر لمبا ہو گیا ہے سورۃ یٰسین جسے رسول اللہ ﷺ نے قرآن کا دل فرمایا ہے۔

کی باقاعدہ سمجھ کر تلاوت کر کے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اپنے اُوپر دم کر لیتا اور اللہ سے صحت مانگتا رہا۔ اب الحمدللہ دل نارمل حالت میں ہے آج جس کو دیکھو پیسے کے پیار اور ڈالروں کی دوڑ میں نیز عورتوں کے حصول کے لئے جھوٹ اور فریب کاری کا ملمع اوڑھے فکر آخرت کو فراموش کر بیٹھا ہے۔ اکثر لوگ انجائنا، ہارٹ اٹیک، بلڈ پریشر، ہیپی ٹیشن، سٹرین، ڈیپریشن کا ذکر یوں کرتے ہیں جیسے نزلہ زکام ہو۔ بعض تو چنگے بھلے بیٹھے بیٹھے اچانک حرکت قلب بند ہوتے ہی اللہ بیلی ہوتے ہیں۔

نیک لوگ بھی محدود ذرائع روزگار کی وجہ سے حلال روزی میں پوری نہ پڑنے سے اعصابی کھچاؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ بے چارے نماز پڑھتے ہیں، تو یکسوئی حاصل نہیں ہوتی۔ وجہ علم سے بے بہرہ ہونا ہے۔

خزانوں والوں کی اکثریت کا حال بقول حفیظ جالندھری یہ ہے۔

؎ مال خزانہ پاس ہے تیرے لیکن اطمینان نہیں
اطمینان کہاں سے آئے جب دل میں ایمان نہیں

قرآن میں ربِ کائنات نے بتایا ہے کہ

"آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہوتے ہیں" اس کی وجہ بھی اللہ نے سمجھا دی ہے کہ

"ابلیس اور اس کے چیلے چانٹے شیطان اور انسان لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں اور مکاری سے کام لیتے ہیں (سورۃ الناس)"

شیطان ہے دل جو نور ایمان نہ لے
دشمن ہے زبان، جو وردِ قرآن نہ رہے

کتنی ہے یہ ہسٹری بآواز بلند   تم کچھ نہ رہے اگر مسلمان نہ رہے

"اے انسانو! یقیناً تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس موعظت (نصیحت) آپہنچی - اور سینوں کی شفا، ہدایت اور رحمت مومنوں کے لئے۔ فرما دیجئے کہ یہ اللہ کے فضل (قرآن) اور اللہ کی رحمت (اسلام) سے ہے۔ پس انہیں انتہائی خوش ہونا چاہیے کہ یہ اس سب سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔ (یونس ۵۷-۵۸)

آپ کی ایک طویل دعا کی ابتدا میں اللہ سے یہ التجا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا

اے اللہ میرے قلب میں نور پیدا کر۔ سابق بربری نے خوب کہا

اَلْعِلْمُ فِیْهِ حَیَاةٌ لِلْقُلُوْبِ، کَمَا تَحْیَا الْبِلَادُ إِذَا مَسَّهَا الْمَطَرُ

دلوں کے لئے علم میں اسی طرح زندگی ہے۔ جس طرح مینہ (برسنے) سے زمین زندہ ہو جاتی ہے۔

وَالْعِلْمُ یَجْلُو الْعَمٰی عَنْ قَلْبِ صَاحِبِهٖ، کَمَا یَجْلِیْ سَوَادَ الظُّلْمَةِ الْقَمَرُ

اور علم دل کے اندھے پن کو اس طرح زائل کر دیتا ہے جس طرح چاند ظلمت کی سیاہیوں کو زائل کر دیتا ہے۔

قبیلہ بنی جرش کی ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وساطت سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دل کی تسکین اور اطمینان کے لیئے دعا کی درخواست کی۔ آپؐ نے مریضہ کو فرمایا اپنا داہنا ہاتھ دل پر رکھ اور اس کو دل پر ملتی رہ اور ساتھ ہی یہ دعا بھی پڑھتی رہ:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ دَاوِنِیْ بِدَوَائِكَ، وَاشْفِنِیْ بِشِفَائِكَ وَأَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَاحْذَرْ عَنِّیْ أَذَاكَ

مریضہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کو بڑا ہی تسکین قلب میں نافع پایا۔
ابو سعیدؓ کے مطابق ایک شخص نے امراض سینہ کی شکایت کی۔ تو آپؐ نے فرمایا قرآن پڑھا کر کہ اللہ کا فرمان ہے۔

"قرآن شفاءٌ لِمَا فِی الصُّدُور ہے"

واثلہ بنؓ اسقع کی روایت میں ہے کہ ایک شخص نے وجع حلق (گلا پھول جانے، بند ہو جانے، سُوج جانے) کی شکایت کی تو آپؐ نے قرآن پڑھنے اور شہد چاٹنے کا حکم دیا۔ کیونکہ قرآن امراض سینہ کے لئے اکسیر ہے اور شہد ہر بیماری سے شفا ہے۔

قرآن مجید امراض روحانی جسمانی کے لئے اس لئے شفا ہے کہ شک شبہ پیدا کرنے والے باطل عقیدے قرآن کو ایمان سے پڑھ کر سمجھنے اور عمل پیرا ہونے سے دُور ہو جاتے ہیں۔

عالم باعمل جناب عبداللہ دانش نے کتاب میں مقدمہ قائم کر کے فیصلہ آپ پر چھوڑ دیا۔ یقیناً آپ کتاب شروع کریں گے تو پڑھے بغیر اللہ کے فضل سے نہیں رہ سکیں گے۔ لیکن اس کے نتائج کا حصول بھی ضروری ہے جو میں نے اخذ کر دیئے ہیں۔

محترم ملک عبدالقیوم نگران مدرسہ رحمانیہ اسلامیہ پارک لاہور نے یہ ذمہ داری مجھے سونپی۔ کہ نظر ثانی کے علاوہ ابتدائیہ بھی لکھوں۔ لہٰذا اللہ کی توفیق سے بندہ کا بھی اس میں عملاً حصہ شامل ہو گیا ہے۔

لگے ہاتھوں میں بھی امریکہ کا ایک حوالہ پیش کر دوں۔

ماہنامہ حکایت اگست ۱۹۹۰ء میں ڈاکٹر نعمہ علی نے عوارض دل ذکر الٰہی

کے عنوان سے ایک بڑا ہی پیارا مضمون حوالہ تحریر کیا تھا۔ جو میں نے کئی احباب کو پیش کیا۔ ایک جھلک ملاحظہ فرمائیے۔

" امریکہ کے ہارورڈ میڈیکل سکول کے غیر مسلم معروف ہارٹ سپیشلسٹ ڈاکٹر پروفیسر ہربرٹ بینسن نے بوسٹن میں ڈاکٹروں کی کانفرنس میں یہ انکشاف کرکے سب کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ کہ دل کا کوئی مریض صبح و شام ۲۰، ۲۰ منٹ اللہ کا ذکر کرے، تو افاقہ محسوس کرے گا کیونکہ مسلمان جو ہر روز تلاوت قرآن کرتے ہیں اس سے ذہنی سکون ملتا ہے اعصاب پر دباؤ کم ہو جاتا ہے۔ اور اس سے دل ناگوار اور نقصان دہ بوجھ سے آزاد ہو جاتا ہے۔ جسمانی طور پر دل پر یہ اچھا اثر پڑتا ہے۔ کہ اس کی شریانیں کھلتی ہیں اور دوران خون میں توازن پیدا ہو جاتا ہے" ڈاکٹر ہربرٹ نے یہ بھی کہا دس سالہ تحقیق کے نتیجے میں کہ" اللہ کے ذکر سے سر کی گرانی، سر درد اور کینسر کا درد بھی ختم یا بہت حد تک کم ہو جاتا ہے۔ صرف ذکر کرتے وقت توجہ اور یکسوئی کی ضرورت ہے۔"

آخر میں یہ بتانا ضروری ہے کہ ذکر الٰہی کے آداب پیش نظر رکھیں۔ روزی حلال کھائیں اور سچ بولیں۔ غیر عورتوں سے تعلقات اور ماں باپ کی نافرمانی سے بچیں۔ گناہ کبیرہ دین و دنیا تباہ کر دیتے ہیں۔ نماز، تلاوت قرآن باترجمہ، سنت کے مطابق ذکر الٰہی اور صدقہ خیرات میں باقاعدگی اختیار کریں۔ اللہ مالک ہے۔ خیر فرمائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سچ فرمایا اور حق فرمایا۔

" بیشک ان دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے۔ جیسا کہ لوہے کو پانی

لگنے سے زنگ لگ جاتا ہے۔"

پوچھا گیا یارسول اللہؐ اس کی صفائی کی کیا صورت ہے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا

"موت کو اکثر یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت"

مسنون اذکار کے سلسلے میں ملک عبدالقیوم کے مذکورہ بالا پتہ پر پانچ روپے کے ڈاک ٹکٹ (ڈاک خرچ کے لیے) بھیج کر پیارے رسولؐ کی پیاری دعائیں" منگوالیں۔

شر کا جواب خیر ہو، کانٹوں کا بدلہ پھول
آقائے دو جہاں نے یہ بخشے ہمیں اصول

بندہ نے اس ہفتہ عشرہ میں علالت کے دوران ہی بفضلہ قرآن کا یہ نور دیکھا، کہ شفائے کاملہ عاجلہ بھی نصیب ہو رہی ہے اور سکون قلب بھی بڑھ رہا ہے۔ ملکی مخدوش حالات اور آفات و بلیات جو شامت اعمال کا سبب ہیں کے پیش نظر ماہر القادری رحمۃ اللہ علیہ کی حمد کے ان اشعار پر اپنی تحریر سمیٹتا ہوں۔

پروردگار بھی ہے وہ کارساز بھی ہے
خلاقِ دو جہاں ہے بندہ نواز بھی ہے

یہ وقت ہے دُعا کا ہاں! نام لے خدا کا
آنکھیں بھی شبنمی ہیں، دل میں گداز بھی ہے

یہ ذوق و شوقِ طاعت ماہرؔ تمہیں مبارک
یہ بھی خیال رکھنا، وہ بے نیاز بھی ہے

اللہ کریم سے دعا ہے کہ جناب عبداللہ دانش اور مدرسہ رحمانیہ کے طلبہ اساتذہ اور معاونین و ناظمین نیز بندہ سے یہ خدمتِ دین اخلاص سے قبول فرما کر جان، مال، عزت آبرو، ایمان، ملک و ملتِ اسلامیہ کی سلامتی سے نوازے آمین۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مزمل احسن شیخ

۱۴ اصلاح الدین سٹریٹ
پونچھ روڈ لاہور
۵۴۵۰۰

۸ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ
۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء

دِل کی زندگی

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں

انسانی جسم کا ویسے تو ہر عضو نہایت قیمتی اور اہم ہے۔ لیکن دل کا مقام سب اعضائے انسانی میں بہت بلند ہے۔ شعرا و ادبا نے دل کے نہایت لطیف نقشے کھینچے ہیں۔

لولا الھوی لم ترق دمعا علی طلل

ولا ارقت لذکر البان والعلم (قصیدہ بردہ بوصیری)

نہ دِل دیتا نہ ٹیلوں، وادیوں میں اسی طرح روتا نہ ذکر گل بدن و گلنار پر یوں مضطرب ہوتا۔

آج دلوں کی سرزمین اسقدر بنجر ہو گئی ہے کہ جس میں کوئی روئیدگی، کوئی سبزہ کوئی مہر و وفا کی کونپل تک نہیں پھوٹتی۔ ہر فرد اس قدر اپنے دل کے ہاتھوں پریشان حال ہے کہ اس کے دل کی آہوں، سسکیوں کو، کوئی دوسرا انسان سننے کی صلاحیت سے محروم ہے۔

داغوں کی اپنے کیوں نہ کرے درد احتیاط

ہر باغباں کرے ہے گلستان کی احتیاط

انسانوں کی اکثریت کو اپنے گھر کے محدود ماحول سے لے کر، باہر کے وسیع ماحول تک دلی صدمے وافر میسر ہیں۔ غم تو ہر جگہ ملتا ہے۔ نفرت و کدورت کے چرکے قدم قدم پر لگ رہے ہیں۔

طلبت شفائی من عیون مریضۃ
فکیف شفائی والطبیب علیل

جس سے میں شفا کا طلبگار ہوا، وہ طبیب خود بیمار ہے، تو شفا کیسے نصیب ہوگی؛ وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

بلبل شیراز حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشان حالی و درماندگی

غالب اپنی جگہ مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ رہے ہیں۔

یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا

اس طرح اقبالؒ نے کہا ہے۔

جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول

نعیم صدیقی الگ بے مہری پر پریشان ہیں۔

موحدین کعبہ کی صفیں پھٹی پھٹی ہوئی
محبتوں کی ڈوریاں سبھی کٹی کٹی ہوئی

ایک فارسی شاعر یوں گویا ہے۔

زباں در ذکر، دل در فکر خانہ
چہ حاصل زیں نماز پنجگانہ

کسی نے یوں بھی کہا ہے۔

ہر داغ ہے اس دل میں، بجز داغ ندامت

کوئی منچلا شاعر یہ بھی کہتا ہے۔

دل کی دنیا میں یوں چراغاں نہ کرو
موم کا شہر ہے پگھل جائے گا

ایک عربی شاعر عزم محبت کا اظہار ایسے بھی کرتا ہے۔

تتزول جبال الراسیات وقلبهم
عن الحب لا یخلو ولا یتزلزل

ترجمہ: مضبوط پہاڑ اپنی جگہ سے ہل سکتے ہیں۔ لیکن ان کے دل محبت سے خالی ہوتے ہیں نہ ان میں لرزش آتی ہے۔

مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوست کو یہ شعر لکھ بھیجتے ہیں۔

اے غائب از نظر کہ شدی ہم نشین دل
می بینمت عیان و دعامی فرستمت

اے میری نگاہوں سے غائب! تو میرے دل کا ہم نشین ہوگیا ہے میں تجھے دل کے آئینے میں صاف دیکھ لیتا ہوں تجھے دعاؤں کے تحائف بھیجتا ہوں۔ کوئی اپنے عشق کے لاعلاج ہونے پر کہتا ہے

تداویت من لیلی بلیلی عن الهوی
کما یتداوی شارب الخمر بالخمر

میں نے لیلیٰ کے عشق سے جان چھڑانے کے لئے لیلیٰ سے علاج کروایا جیسے کوئی شرابی شراب کے مرض سے بچنے کے لئے شراب ہی سے علاج کرتا ہے۔ تو شفا کیسے ممکن ہوگی؟

سعدیؒ نے یہ بھی کہا ہے:۔

شنیدم کہ مردان راہ خدا
دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام
کہ بادوستانت خلاف است جنگ

نیو یارک کے ایئر پورٹ پر

راقم جب پہلی بار نیو یارک ایئر پورٹ پر اترا، تو اترتے ہی یہ فقرہ نظر آیا I Love America یعنی میں امریکہ سے محبت رکھتا ہوں رفتہ رفتہ اس کے ماحول کا علم ہوتا گیا۔ تو یہ جملہ ہر فرد کی زبان پر عام سنا جاتا ہے I Love You میں آپ سے محبت کرتا ہوں یا کرتی ہوں۔

یہ تو فاعل پر منحصر ہے کہ مونث ہے یا مذکر ہے۔ جتنا Love کا لفظ زبان زد عام ہے اتنا ہی اس Love کی مٹی پلید ہو رہی ہے اس ظاہری دعوئے محبت کو کہیں قرار نصیب نہیں۔

بہت جلد گرل فرینڈ لوائے فرینڈ کے تعلقات استوار ہوتے ہیں ایک نے دوسرے کو دیکھتے ہی پسند کیا تو کہا Hi جواباً سنا Hi رہائے ابہ تکیہ کلام ہر ملنے والے کا ہے ایک کہے گا۔ I Love You دوسرا بھی یہی فقرہ دہرائے گا۔ I Love You بس تعلق بنا، جنسی خواہش ایک دوسرے سے پوری کی یہ تعلق چند لمحات سے لیکر چند دنوں، ہفتوں، مہینوں تک تو قائم رہتا ہے۔ سالوں تک محیط یہ تعلق کسی خوش قسمت جوڑے کو نصیب ہوتا ہے۔ سالوں تک تو سلسلہ بغیر نکاح کے چلتا ہے پھر نکاح و طلاق کے سلسلے

ہوتے ہیں۔

قدم قدم پر پیار اور قدم قدم پر طلاق' یہ ہے جناب من: امریکہ جیسے جنگل کے جانور راہ چلتے اپنے جنسی جذبات کو تسکین دے کر گزر جاتے ہیں۔ پھرٹی وی پر، ہر عاشق اپنے معشوق سے بے وفائی کے گلے کرتا ہے۔ اور رونا روتا ہے۔ کوئی وفا نہیں، کہیں محبت میں استحکام نہیں ہے۔

ترے وعدے کو بت حیلہ جو
نہ قیام ہے نہ قرار ہے

مگر ہمارے مشرقی عوام کو، مغرب کی اتنی خوبیاں نظر آتی ہیں کہ بن دیکھے ہی امریکہ کے حسین خواب سینوں میں سجائے پھرتے ہیں۔

محترم قارئین: امریکی تہذیب۔ دین و ملت کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے ہماری دُعا ہے کہ ہماری قوم اور وطن پاک کو اس ناپاک تہذیب کی ہوا تک نہ لگے۔

ممکن ہے کہ تو جس کو سمجھتا ہے بہاراں
اوروں کی نگاہوں میں وہ موسم ہو خزاں کا

بطور بندۂ مومن پاکیزہ اور پائیدار محبت کی خوبصورت راہنمائی ہمارے خالق نے اور پیغمبر ﷺ اسلام نے کی ہے تھوڑا سا جائزہ اس کا بھی لیں۔ کیونکہ ہمارے لیے دنیا و آخرت میں وہی فائدے مند ہے۔ ہمارے بھی سینوں میں دل' اور دل میں جذبات محبت موجود ہیں زندگی ایک پھول ہے اور محبت اس کی مٹھاس ہے کوئی فرد بشر اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا۔

" والف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین

قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم" (الانفال: ۶۳)

یعنی "خدائے رحیم نے مومنوں کے دل ایک دوسرے سے جوڑ دیئے تم روئے زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر ڈالتے تو ان لوگوں کے دل نہ جوڑ سکتے تھے۔ مگر وہ اللہ ہی ہے جس نے ان لوگوں کے دل جوڑ دیئے"

مذکورہ قرآنی آیت نے یہی بات واضح کی ہے کہ اہل ایمان کے دلوں کو جوڑنے کے لیے محبت الٰہی کام دیتی ہے نہ کہ دولت۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ روئے زمین کے خزانے لٹا کر بھی، دلوں میں محبت کی جوت نہیں جگائی جا سکتی۔ جس طرح طاقت کا اصل سرچشمہ اللہ کی ذات ہے۔ اسی طرح محبت کا سرچشمہ بھی وہی ہے۔ وہی ارحم الراحمین ماں کے دل میں بچے کی بے پناہ محبت ڈال دیتا ہے۔ پھر درجہ بدرجہ محبت باپ کی اولاد سے بھائی کی بھائی سے، زوجین کی باہمی کشش و الفت، دوستوں کی محبت لیڈروں کی محبت وغیرہ۔

لیکن ان تمام محبتوں سے بڑھ کر شعوری طور پہ اپنے خالق سے محبت اس کے نبیؐ سے محبت اصل مقصود زندگی ہے۔

"انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون"

(المائدہ: ۵۵)

تمہارے دوست: اللہ، اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ مسلمان ہیں جو نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے آگے عاجز بن کر رکوع کرتے ہیں۔

محبّت الٰہی

صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس کے چند جملے یہ ہیں۔

فاذا قال العبد: "الحمد للہ رب العالمین" قال اللہ تعالیٰ حمدنی عبدی۔

بندہ جب سورت الفاتحہ کا،

پہلی آیت پڑھتا ہے تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی۔ واذا قال: "الرحمن الرحیم" قال اللہ: اثنیٰ علی عبدی۔ جب دوسری آیت پڑھتا ہے تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناؔ کی۔ فاذا قال: "مالک یوم الدین" قال: مجدنی عبدی۔ جب تیسری آیت تلاوت کرتا ہے تو اللہ فرماتا ہے "میرے بندے نے میری بزرگی و عظمت بیان کی"

ایک اور حدیث توبہ کے سلسلے میں صحیح مسلم میں نقل ہوئی ہے کہ فرطِ جذبات میں بندے کی زبان سے یہ جملہ ادا ہوتا ہے۔ "اللھم انت عبدی وانا ربک" یا اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب۔ حضورؐ فرماتے ہیں "أخطأ من شدۃ الفرح" انتہائی خوشی کے عالم میں یہ کہہ جاتا ہے۔ لیکن دل کی گہرائیوں سے یاد اللہ کرتا ہے اللہ اس کے ظاہری الفاظ کے بجائے، خلوص نیت پر خوش ہوتا ہے اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ ظاہری الفاظ کی درستی ضروری نہیں۔ بلکہ دوسری حدیث میں ارشاد ہوا کہ "سخت نیند کے غلبے میں نماز نہ پڑھی جائے۔" نامعلوم غنودگی کے عالم میں نمازی کی زبان سے کیا کیا غلط فقرات سرزد ہوں مگر کسی خاص جذب و کیف میں آدمی کہہ گیا ہے تو اللہ نے اس کی قدر کی ہے۔

شیخ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں۔

اسباب محبت تین ہیں کمال، جمال، جود وسخا

۱۔ کمال اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے لحاظ سے کمالات کا حامل ہے۔ کوئی خوبی ناقص نہیں ہے۔ اس کے کمالات کی کشش بندے کو گرویدہ کرتی ہے

۲۔ جمال کے لحاظ سے بھی وہ ذات انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ یعنی اس جیسا کوئی حسین وجمیل نہیں اس کا حسن وجمال بھی باعث محبت ہے۔

۳۔ جود وسخا پر غور کریں ہم اس کی عطا کردہ نعمتوں کا شمار تک نہیں کر سکتے۔

نصر اللہ خان عزیز رحمۃ اللہ علیہ کس جگر سوزی سے دست بہ دعا ہیں:۔

مرے رنج وغم کی شکایتیں ترے حضور ہی اے خدا
کبھی آہ ہیں، کبھی اشک میں، کبھی چھپ کے اور کبھی برملا

قال النبیؐ

" ذاق طعم الإیمان من رضی باللہ رباً وبالاسلام دینا

اس شخص نے ایمان کا شیریں مزہ پالیا جو اللہ کے رب اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوگیا۔

رضائے الٰہی کی حلاوت اور مٹھاس تمام حلاوتوں سے بالاتر شے ہے ہم بے نصیب مسلمان اس مٹھاس سے اپنے دل خالی کر بیٹھے۔ ہمارے ظرف اوندھے ہوگئے۔ کہاں سے محبت الٰہی کی حلاوت نصیب ہوگی؟ اسکی فکر بہت ضروری ہے۔ یہ غذا کلام اللہ تو بہت دنیا پڑھتی ہے۔ جب قرآن کریم کو دل کی دھڑکنوں میں اتارا جائے گا تو حب الٰہی کی سرسبز شاخیں، کونپلیں، کلیاں پر بہار کھل جائیں گی۔ اللہ یہ ہمارے

نصیب کرے۔ امین!

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (۱۳ - ۲۸)

آگاہ رہو! ذکر الٰہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

(PEACE OF MIND) ذہنی سکون کی تلاش میں، بعض لوگ ملک ملک پھرتے ہیں۔ وہ قلبی سکون سے محروم ہیں۔ اطمینان قلب تو بظاہر نماز روزہ کرنے والوں کو بھی کم ہی میسر آتا ہے جب کہ وہ ذکر الٰہی کے ظاہری تقاضے پورے کر رہے ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ حب الٰہی کے ساتھ ساتھ اور بہت سی چیزوں کی محبت دلوں میں حسین بتوں کی شکل میں سجائی ہوتی ہے۔ جیسے ایک نیام میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں۔ اسی طرح دل میں حب الٰہی اور حب دنیا جمع نہیں رہ سکتیں۔ یہ دونوں چیزیں آپس میں متضاد ہیں۔

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں (اقبالؒ)

امام حسنؒ بصری فرماتے ہیں۔

دنیا و آخرت کی مثال مشرق و مغرب کی سی ہے۔ ان دونوں کے درمیان کوئی آدمی اگر مشرق کو سفر کرے گا تو مغرب دور ہوتی جائے گی۔ اگر مغرب کی جانب سفر کرے گا تو مشرق دور ہو جائیگی۔

ایک صحابیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

حضورؐ! ایسا عمل بتائیں کہ اللہ اور بندگان خدا مجھ سے پیار کرنے لگیں۔

آپؐ نے فرمایا۔

"ازھد فی الدنیا یحبک اللہ"

دنیا سے بے نیاز ہو جا اللہ تجھ سے پیار کرے گا" وازهد فیما عند الناس یحبک الناس" لوگوں کی جیبوں اور ہاتھوں کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے نہ دیکھ تجھے لوگ محبت کریں گے۔ (ابن ماجہ)

بس ایک ہی لفظ کہ زاہد بن جا۔ اسی کو استغنا کہتے ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا: "الغنی غنی النفس"

استغنا کی شان اور مقام دل ہے۔

ہمارے ماحول میں زاہد اسے سمجھتے ہیں جس کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی ہوں۔ تارک دنیا ہو، میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوں، کسی گندی کٹیا میں بسیرا ہو، کسی سے سیدھے منہ بات نہ کرے، خلوت نشین ہو۔ حالانکہ ارشاد نبویؐ یہ ہے کہ دل غیر اللہ سے بے نیاز ہو جائے۔

کہ پایا میں نے استغنا میں معراج مسلمانی

یہ استغنائے قلب جسے نصیب ہو جائے چاہے امیر ہو، یا غریب ہو، اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو، ان پڑھ ہو، جوان ہو، بوڑھا ہو، مرد ہو، عورت ہو۔ اس کے دل میں حب الٰہی کا بیج ثمر بار ہو گا۔

چاہے اسے عبادت وریاضت، مراحل چلہ کشی کا کوئی موقعہ ہی نہ ملا ہو، تخم حب الٰہی اس کے دل کی زرخیز زمین کو مالا مال کر دے گا۔ پھر دربار فرعون کی نیرنگیاں اور دلفریبیاں، فرعون کا جبر و قہر ایسے مومن کے ایمان کو اس کے دلی اطمینان کو، ذرا بھی جنبش نہیں دے سکتے۔ خواہ اسے سولی پر لٹکانے کا حکم مل جائے۔ تب بھی برملا کہے گا

"فاقض ما انت قاض" (۲۰: ۷۲) تو جو کچھ کرنا چاہے کر لے"

اب مجھے اللہ کی محبت کے سوا کسی کی پروا نہیں ہے۔

ہمہ شہر پر زخوباں منم و خیال ماہے
چہ کنم کہ نفس حق جو نہ کند بہ کس نگاہے
اٹھتی نہیں نگاہ کسی اور کی طرف
پابند کر گئی ہے کسی کی نظر مجھے

یہ مقام بلند اسی وقت نصیب ہو گیا جب بندۂ مومن کے دل سے حب دنیا رخصت ہوئی اور حب الٰہی نے دل کو اطمینان وسکون سے بھر دیا۔

اے شیخ بہت اچھی مکتب کی فضا لیکن
بنتی ہے بیاباں میں فاروقی و سلمانی (اقبالؒ)

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ اگرچہ ذکر حدیث رسول ﷺ میں محدثین کی طرح محتاط نہیں ہیں مگر کچھ ایسی اثر آفریں چیزیں لکھ جاتے ہیں کہ روح کو سرور ملتا ہے۔

"احیاء العلوم" جلد دوم میں روایت ہے۔

جنگ تبوک کی تیاری میں گھر کا سارا سامان حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر کے، خود خستہ سے کمبل میں ملبوس ہوئے جس کے دامن کو کانٹوں سے ٹانک رکھا تھا۔ مسجد نبوی میں حضور ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ جبریلؑ نے سلام عرض کیا اور کہا۔

یا رسول اللہ ﷺ! میں ابو بکرؓ کو کمبل میں لپٹا ہوا دیکھ رہا ہوں کیا بات ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے قبل اپنا سارا مال مجھ پر خرچ کر ڈالا ہے۔

جبریلؑ نے کہا: انہیں اللہ کی طرف سے سلام پیش کرکے کہیں۔
کہ "تیرا رب اے ابوبکر: پوچھتا ہے: تم اپنی اس فقیری میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض؟"
یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ، روئے اور عرض کیا:
"بھلا میں اپنے رب سے ناراض ہوں گا؛ میں اپنے رب سے راضی ہوں"
مسلمان تو ہم بھی ہیں، ذرا اپنا جائزہ تو لیں۔

ابھی تر گریباں نہیں آنسوؤں سے
ابھی زندگی مسکرائی نہیں ہے
ابھی ساز دل زخم نا آشنا ہے
محبت ابھی گنگنائی نہیں ہے
ابھی سوز دل شعلہ ساماں نہیں ہے
ابھی آگ گھر کو لگائی نہیں ہے

دیکھئے کس قدر شان استغنا صدیق رضؓ اکبر کو نصیب ہے!
لہٰذا انہیں کے نقش پا پر چلنے سے دلوں کو سکوں میسر ہوگا۔
لیکن دور حاضر میں مادہ پرستی نے اکثریت کو دولت کا پجاری بنادیا ہے۔
جس کا نتیجہ دلوں کی بے اطمینانی ہے۔
حصول سکون کے لیے بجائے صحت افزا ذکر الٰہی کے، نشہ آور چیزیں استعمال ہورہی ہیں۔
راتوں کو فطری نیند غائب ہونے پر خواب آور دوائیں استعمال کرکے مصنوعی طریقے سے نیند کا سامان ہورہا ہے۔

بجلی کی تیز روشنیوں نے رات کے ستاروں کی جھلملاہٹ اور چاند کے نظاروں سے محروم کر دیا ہے۔

ٹیلیویژن نے اہل ایمان کا ٹائم ٹیبل ایسا تلپٹ کیا کہ نہ نماز عشاء باجماعت مقدر ہوتی ہے نہ مسنون طریقے سے نماز عشاء کے فوراً بعد سونا قسمت میں ہے۔ نہ وقت سحر بیداری کی توفیق رہی۔

شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے

شکوہ یہ ہے کہ قلبی سکون میسر نہیں۔

قال النبی (صلی اللہ علیہ وسلم): من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہٗ و من کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقاءہٗ

حضورؐ نے فرمایا:

جو کوئی اللہ کی ملاقات کا آرزو مند ہوگا اللہ کو اس سے ملنے کی چاہت ہوگی جو اللہ سے ملنا پسند نہیں کرے گا اللہ اس کی ملاقات ناپسند کریگا۔ (احمد)

یہ تجربہ تو دنیا میں ہمیں عام ہوتا ہے۔ کسی دوست نے کسی دوست کا قرض ہی دینا ہو تو ملنے سے حجاب رہتا۔ پھر جب وعدہ پر نہ دیا جائے تو اور شرم محسوس ہوتی۔ دوست کے سامنے جانے سے شرمندگی ہوتی ہے۔ آدمی ملاقات سے گریزاں رہتا ہے۔

اسی طرح اگر اللہ کے ساتھ بندے کا معاملہ صاف نہیں ہے بلکہ خدا کا چور ہے تو کس منہ سے سامنے جائے گا۔ نری شرمساری ہے۔ ایک دوسرا شخص جس نے اللہ کی فرمانبرداری میں زندگی گزاری۔ نیکیوں کے انبار اور ذخیرے آخرت میں بھیجے نہ وہ اللہ کے حقوق کا مقروض ہے نہ کسی بندے

کے حقوق کا مقروض ہے۔ صاف صاف معاملہ ہے۔ اس کا دل تو ہر وقت چاہے گا کہ میں خوشی خوشی اپنے خالق سے جا ملوں۔ اسے کوئی حجاب نہیں۔ کوئی رکاوٹ نہیں۔ کوئی شرمساری نہیں۔ دل کا آئینہ صاف ہے، تو ڈر کس چیز کا!

حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

خالق کی محبت دل میں جاگزیں ہو تو پھر اس کے رسولؐ کی محبت بھی ضروری ہے۔ جس کی راہنمائی ذریعہ ہے اللہ تک رسائی کا۔

"النبي اولى بالمؤمنين من انفسهم" (۲۱ : ۶ الاحزاب)

بلاشبہ نبی تو اہل ایمان کے لیے اُنکی اپنی ذات پر مقدم ہے۔

صحیح بخاری میں ہے:۔

حضرت عمرؓ نے کہا:

یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم

" واللہ لانت أحب إلی من کل شئ إلا من نفسی"

اللہ کی قسم: میری جان کے علاوہ آپؐ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔

فرمایا: "لا" یا عمر: "حتی أکون أحب إلیک من نفسک" "نہیں عمرؓ! جب تک کہ میں تجھے تیری جان سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔

پھر عمرؓ نے کہا: واللہ، آپؐ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔

آپؐ نے فرمایا:

" آلان یا عمر" عمرؓ: اب ایمان کا لطف آیا ہے۔

غازی علم الدین شہیدؒ ایک ترکھان کا نوجوان بیٹا نہ کسی یونیورسٹی سے

پی ایچ ڈی کیا۔ نہ کسی دارالعلوم سے فارغ التحصیل ہوا۔ جونہی اسے گستاخ رسولؐ کی کتاب "رنگیلا رسول" کا علم ہوا۔ اس نوجوان کا خون کھول اٹھا۔ اسے کھانا پینا بھول گیا۔ اس کے دل میں حب رسولؐ سے لبریز ایمان نے جوش مارا۔ دن رات اسی دھن میں مضطرب ہے۔ کہ اس شاتم رسولؐ کو کیسے واصل جہنم کرے؟ بالآخر اپنے ایمان اعلیٰ کی بدولت، اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر پورے قلبی اطمینان کے ساتھ ہنسی خوشی پھانسی پر لٹک گیا۔ اس عظیم شہادت پر فلسفہ کا پی ایچ ڈی اقبالؒ حسرت سے کہہ اٹھتا ہے۔

ترکھان دا منڈا اساڈے ساریاں تو بازی لے گیا تے اسیں ویکھدے ای رہ گئے

عشق بڑھتا رہا سوئے دار و رسن زخم کھاتا ہوا مسکراتا ہوا
راستہ روکتے رہ گئے تھک گئے (زندگی کے بدلتے ہوئے زاویے)

آج پاکستان کے ارباب اقتدار کہتے ہیں کہ ہمیں ملاؤں کا اسلام نہیں چاہیئے ہم قائداعظمؒ اور اقبالؒ کا اسلام چاہتے ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں اللہ تمہیں اقبالؒ اور غازی علم الدینؒ والا اسلام سچ مچ نصیب کر دے۔ آپ تو ان کے نظریات کے خلاف شاتم رسولؐ کا بنا بنایا قانون منسوخ کر رہے ہیں۔ کیا یہی اقبالؒ کا مذہب ہے؟۔

حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر (اقبالؒ)

جناب اقبالؒ نے "بانگ درا" میں جنگ یرموک کا ایک واقعہ نظم کیا ہے۔ نہایت ایمان افروز ہے۔

صف بستہ تھے عرب کے جوانان تیغ بند تھی منتظر حنا کی عروس زمین شام

اک نوجوان صورت سیماب مضطرب
آ کر ہوا امیر عساکر سے ہم کلام

اے بو عبیدہؓ از رخصت پیکار دے مجھے
لبریز ہو گیا مرے صبر و سکون کا جام

بیتاب ہو رہا ہوں فراق رسولؐ میں
اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام

جاتا ہوں میں حضورؐ رسالت پناہ میں
لے جاؤں گا خوشی سے اگر ہو کوئی پیام

یہ ذوق و شوق دیکھ کے پرنم ہوئی وہ آنکھ
جس کی نگاہ تھی صفت تیغ بے نیام

بولا امیر فوج کہ وہ نوجوان ہے تو
پیروں پہ تیرے عشق کا واجب ہے احترام

پوری کرے خدائے محمدؐ تری مراد
کتنا بلند تیری محبت کا ہے مقام

پہنچے جو بارگاہ رسولؐ امین میں تو
کرنا یہ عرض میری طرف سے پس از سلام

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کئے تھے حضورؐ نے

قاضی عیاضؒ نے "الشفاء" میں لکھا ہے۔

ایک رات حضرت عمرؓ اپنے دور خلافت میں رعایا کی خبر گیری کے لیے گشت کرتے کرتے ایک گھر کے پاس سے گزرے۔ جس میں ٹمٹماتا ہوا چراغ جل رہا تھا۔ اندر ایک بڑھیا اون دھنک رہی تھی۔ ساتھ ساتھ محبت رسولؐ کا ترانہ نہایت جوش و خروش سے گا رہی تھی۔

علی محمدؐ صلوات الابرار
صلی علیہ الطیبون الاخیار
قد کنت قواما بکاء بالاکار
یا لیت شعری والمنایا اطوار
ھل یجمعنی و حبیبی الدار

یعنی محمدؐ پر ابرار اور نیک لوگوں کے درود نازل ہوں۔

پاکیزہ پسندیدہ لوگ آپؐ پر درود بھیجتے رہیں۔
آپؐ تو ہمیشہ شب بیداری کرنے والے۔ بوقت سحر خشیت الٰہی سے آہ بکا کرنے والے تھے۔
موتیں تو بہتیری آتی رہتی ہیں۔
کاش: مجھے معلوم ہو جاتا کہ
میرے مرنے کے بعد میرے حبیب و محبوب سے ملاقات ہو جاتی اور زیارت نصیب ہوتی۔
یہ ترانہ محبت سن کر حضرت عمرؓ کے قدم وہیں رک گئے۔ دل گرفتہ ہو کر بیٹھ گئے بہت دیر تک یاد رسولؐ میں روتے رہے۔ کئی روز تک ان دل گداز اشعار سے بیمار پڑے رہے۔
حضورؐ کی نعش مبارک صحابہ کرامؓ دفن کر کے فارغ ہوئے تو تمام صحابہؓ کے دلوں میں حزن و ملال نے ڈیرے ڈال دیے۔
خادم رسولؐ حضرت انسؓ سے دختر رسولؐ فاطمہؓ بتول نے پوچھا۔
یا انس: أطابت أنفسكم ان تحثوا على رسول الله (صلى الله عليه وسلم) التراب؟
انسؓ: کس حوصلے سے حضورؐ اقدس کے جسد مبارک پر مٹی ڈال کر آئے ہو؟ (البدایہ والنھایہ)
حب نبیؐ کے پروانے و فرزانے حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔
لما قبض رسولؐ الله اظلمت المدينة حتى لم ينظر بعضنا إلى بعض وكان أحدنا يبسط يده فلا يراها - اولا يبصرها - وما فرغنا من دفنه حتى أنكرنا قلوبنا (بیہقی)

جس روز حضورؐ فوت ہوئے مدینہ پر غموں کے بادل چھا گئے تھے۔ صدمے کی وجہ سے ہمیں کچھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ آپؐ کو دفن کیا لیکن دلوں کو اعتبار نہ آتا تھا

ابو سعیدؓ خدری کہتے ہیں: لما دخل رسول اللہؐ المدینۃ أضاء منھا کل شیئ

جس روز حضورؐ ہجرت کر کے مدینہ میں داخل ہوئے تھے۔ شہر کی ہر چیز جگمگا اٹھی تھی۔

فلما کان الیوم الذی مات فیہ أظلم منھا کل شیئ۔

جس روز وفات شریف ہوئی شہر کی ہر چیز پر تاریکی چھا گئی تھی۔

وفات النبیؐ کے بعد ایک دن انسؓ نے بتایا کہ

حضورؐ ایک روز ام ایمنؓ کے گھر تشریف لے گئے تھے میں بھی ساتھ ہو لیا۔ اس خاتون نے مشروب پیش کیا مگر آپؐ روزے سے تھے۔ آپؐ نے ایسی خوش کن بات کی کہ ام ایمنؓ (حضورؐ کی رضاعی ماں) کو ہنسا دیا۔

یہ واقعہ سن کر ابو بکرؓ و عمرؓ نے کہا:

انسؓ! ہمارے ساتھ چلو ہم اس خاتون کی زیارت کرتے ہیں جب ہم اس کے ہاں پہنچے تو وہ پھوٹ کر رونے لگی۔

ابو بکرؓ و عمرؓ نے کہا: کس لئے روتی ہو؟ حضورؐ کے لیے اللہ کے پاس اس دنیا سے بہتر نعمتیں ہیں، خاتون نے کہا: بالکل مجھے علم ہے کہ اللہ کے ہاں دنیا سے بہت بہتر انعام ہیں، مگر میں تو اس صدمے سے روتی ہوں کہ ان الوحی انقطع من السماء (البدایہ والنہایہ)

حضورؐ کے جانے کے بعد آسمانوں سے وحی آنا بند ہو گئی ہے۔

یہ بات سن کر شیخینؓ بھی رونے لگے۔

یہ حبِ نبی ﷺ کی زندہ مثالیں

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق رض کے لئے ہے خدا کا رسول ؐ بس

حبیب رض بن زید الانصاری گرفتار ہو کر مسیلمہ کذاب (جھوٹے مدعی نبوت) کے پاس لائے گئے۔ مسیلمہ پوچھتا ہے:

أتشهد أن محمد ارسول ؐ الله؟

کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد ؐ اللہ کے رسول ؐ ہیں؟

فیقول نعم: حبیب رض کہتے ہاں، محمد اللہ کے رسول ؐ ہیں۔

پھر وہ ظالم پوچھتا ہے: أتشهد أني رسول الله

کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

حبیب جواب میں کہتے: لا أسمع مجھے تیری یہ بات سنائی نہیں دیتی۔

فلم يزل يقطعه إربا إربا،

وہ ظالم حبیب رض کے جسم کا ایک ایک جوڑ کاٹتا گیا۔ اپنی جھوٹی نبوت کا اقرار کروانے کے لئے۔

وهو ثابت على ذالك۔

لیکن حبیب رض نے ایک ایک جوڑ کٹوا کر بھی، محمد ؐ رسول اللہ کی گواہی دی اور اپنی جان کا نذرانہ بطور شہادت اللہ کے سپرد کر دیا (ابن کثیر)

نہ جب تک کٹ مروں خواجہ ؐ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

ہم جو ٹھہرے عاشق رسولؐ نرے دودھ پینے والے مجنوں، جن کا گزارہ صرف چرب زبانی پر ہے۔

آرام کرسی پر پڑا نعتیں اگر فرماؤں گا
اس بارگاہ پاک میں کیا منہ لے کے جاؤں گا (آسی منہائی)

حقیقی عشق رسولؐ حبیبؓ والا اللہ سے مانگیے۔

جو جان چاہو تو جان لے لو جو مال مانگو تو مال دیں گے
مگر یہ ہم سے نہ ہو سکے گا کہ نبیؐ کا جاہ و جلال دیں گے

حب رسولؐ میں شیر دل ہونا پڑے گا۔ بزدل راہ عزیمت پر چلنے کی ہمت سے عاری ہوتے ہیں۔

وتجتنب الاسود ورود ماء
اذا کان الکلاب ولغن فیہ

جس پانی کے گھاٹ پر کتے لک مار جائیں شیر وہاں سے پانی نہیں پیا کرتے۔ یہ شیروں کی شان کے خلاف بات ہے۔

عن عائشہ (رضی اللہ عنہا) قالت:

جاء رجل إلی النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

فقال: یارسول اللہ

إنک لاحب إلی من نفسی، وأحب الی من اھلی، واحب الی من ولدی، وانی لاکون فی البیت فاذکرک فما أصبر حتی آتیک فأنظر إلیک

سیدہ عائشہؓ نے بیان کیا کہ

ایک آدمی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا:

"حضورؐ آپؐ کی ذات مجھے میری جان، میری بیوی، میرے بچوں سے زیادہ محبوب ہے۔ میرے گھر میں جب آپؐ کا ذکر خیر ہوتا ہے تو آپؐ کے شوق زیارت میں بے صبر ہو جاتا ہوں۔ فوراً آپ کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہوں۔"

وإذا ذكرت موتي وموتك عرفت أنك إذا دخلت الجنة رفعت مع النبيين، وإن دخلت الجنة خشيت أن لا أراك فلم يرد عليه النبي (صلى الله عليه وسلم) حتى نزلت عليه:

ومن يطع الله والرسول فأولٰئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن أولٰئك رفيقا۔ (۶۹:۵)

جب مجھے اپنی اور آپؐ کی موت یاد آتی ہے دوسری روایت ہیں۔

فكرت فيه، میں پریشان ہو جاتا ہوں، کہ آپؐ جنت میں داخل ہونے کے بعد، انبیاؑ کے ساتھ اعلیٰ منازل پر ہونگے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میں جنت میں آپ کی زیارتوں سے محروم نہ ہو جاؤں۔ (جیساکہ ہمارے M.N.AS، M.P.AS. صرف انتخابی مہم میں غریبوں سے مکارانہ معانقے تک کر گذرتے ہیں اور منتخب ہونے کے بعد اسمبلیوں میں پہنچ کر تو کون؟ اور میں کون؟ ہو جاتے ہیں۔

حضورؐ یہ بات سن کر خاموش ہو گئے تو جبریلؑ وحی لے آئے۔

جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے (یعنی زبانی محبت نہیں بلکہ عملی محبت) وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقینؓ اور شہداء اور صالحین۔ کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں"!

یہ آیت صاف اشارہ دے رہی ہے کہ جیسے اہل جنت کا ہفتہ وار جشن زیارت الٰہی (جمعہ کے دن) ہوا کرے گا۔ ویسے ہی حضورؐ کے شیدائیوں کو

زیارت نبویؐ کے حسین مواقع بلا تردد حاصل ہوں گے۔ حضورؐ سے ملاقاتیں مصافحے معانقے، اہل جنت کرکے آنکھوں کو فرحت اور دل کو سرور بخشیں گے۔ انشاء اللہ!
ربیعہؓ بن کعب اسلمی (خادم رسول اللہ علیہ وسلم) کو ایک رات حضورؐ نے فرمایا مجھ سے کچھ مانگ لے (ممکن ہے حضورؐ کا اشارہ اس غلام کو آزاد کرنے کا ہو۔ مگر وہ دل و جان سے حضورؐ کا غلام ہو چکا تھا لہٰذا آزادی کے بجائے یہ سوچا)۔
فقلت: یارسول اللہ! أسألک مرافقتک فی الجنۃ، حضورؐ!
میرا سوال صرف یہ ہے کہ جنت میں آپؐ کی رفاقت نہ چھوٹ جائے۔
آپؐ نے فرمایا: (اگر جنت میں میری رفاقت چاہتے ہو تو)۔
"فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود"
سجدوں کی کثرت (یعنی زیادہ سے زیادہ ذوق و شوق سے بندگی رب) سے یہ مقام حاصل کرنا۔ (صحیح مسلم)
ہم کچھ کئے بغیر ہی "رب دیاں فضلاں تے عشق رسولؐ نال زبردستی جنت وچ جا پہنچاں گے" کیا تصور ہے مسلمانوں کا جو نری عیسائیت ہے۔
یہاں عیسائی کہتے ہیں کہ صرف JESUS کی LOVE سے ہماری نجات ہو جائے گی چاہے زنا کریں، شرابیں پیئیں، خنزیر کھائیں۔ ہر پاپ کا کفارہ عیسیٰؑ ہیں

محمدؐ کی جس دل میں الفت نہ ہو گی سمجھ لو کہ قسمت میں جنت نہ ہو گی
کرے جو اطاعت محمدؐ کی دل سے اسے پیر و مرشد کی حاجت نہ ہو گی

حضرت حسانؓ نے تو حضورؐ کی مدح میں انتہا کردی ہے۔

خلقت مبرأً من کل عیب
کأنک قد خلقت کما تشاء

آپؐ ہر عیب سے مبرا پاک صاف پیدا کیے گئے ہیں۔ گویا خالق نے پوچھ پوچھ کر آپؐ کے اعضاء نہایت حسین وجمیل بنائے ہیں۔

واجمل منک لم ترقط عین
واحسن منک لم تلد النسآء
آپؐ جیسا خوبصورت کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں
آپؐ جیسا حسین کسی ماں نے جنا ہی نہیں

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں :۔

مارأیت أحسن من رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کأن الشمس تجری فی وجھہ واذا ضحک یتلألأ نورہ فی الجدر۔

میں نے حضورؐ سے بڑھ کر کسی کو خوبصورت نہیں دیکھا۔ آپؐ کے چہرے کا حسن یوں معلوم ہوتا تھا جیسے اس میں آفتاب چل رہا ہو۔ جب تبسم فرماتے تو دیواریں منور ہو جاتیں۔

تری صورت، تری سیرت، ترا نقشہ، ترا جلوہ
تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

انک لتصل الرحم

آپؐ قرابتداروں سے حسن سلوک کرتے ہیں۔

وتحمل الکل

درماندہ راہرو کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔

وتكسب المعدوم

ناداروں کو سرمایہ عطا کرتے ہیں۔

وتقری الضیف

مہمانوں کی میزبانی کرتے ہیں۔

وتعین علی نوائب الحق

مصیبت زدوں کی اعانت کرتے ہیں۔ (البخاری)

قاضی عیاضؒ نے الشفاء میں حضرت سہیل بن عبداللہ کا قول نقل کیا ہے۔

علامۃ حب اللہ حب القرآن۔ وعلامۃ حب القرآن حب النبیؐ۔ وعلامۃ حب النبیؐ حب السنت۔ وعلامۃ حب السنت حب الاخرت۔ وعلامۃ حب الاخرت بغض الدنیا۔ وعلامۃ بغض الدنیا أن لا یدخر منھا إلا زادا وبلغت الی الاخرت: محبت الٰہی کی نشانی قرآن سے محبت۔

حب قرآن کی علامت حب نبیؐ

حب نبیؐ کی علامت حب سنت

حب سنت نتیجہ ہے حب آخرت کا۔

حب آخرت کی نشانی دنیا سے بغض۔

بغض دنیا کی علامت، کہ دنیا کا ذخیرہ کرنے کے بجائے، توشہ آخرت لے کر آخرت تک پہنچ جائے۔ یعنی زاد راہ لینا ہے دنیا سے۔

جیسے چلتے چلتے پٹرول پمپ سے گاڑی پٹرول لیتی ہے۔ نہ کہ سارا پٹرول پمپ

کار پہ لادا جاتا ہے۔

کہاوت ہے، چند اندھوں کے سامنے ہاتھی کھڑا کر کے پوچھا گیا: بتاؤ ہاتھی کیسا ہوتا ہے؟

ایک اندھے کا ہاتھ، ہاتھی کی ٹانگ کو لگا اس نے ہاتھی کی تعریف کی کہ ہاتھی ایک موٹے عمودی ستون کی طرح ہوتا ہے۔

دوسرے کا ہاتھ اس کے کانوں کو جا لگا اس نے بتایا کہ ہاتھی درخت کے لمبے چوڑے پتوں کی طرح ہوتا ہے۔

تیسرے اندھے کا ہاتھ اس کی (خرطوم) لمبی سونڈ پر لگا اس نے کہا: ہاتھی نرم لمبے پائپ کی طرح ہوتا ہے۔

چوتھے کا ہاتھ اس کی کمر پر لگا، اس نے بتایا کہ ہاتھی فٹ بال گراؤنڈ کی طرح ہوتا ہے۔

پرانے زمانے کے دانشوروں سے محبت اسی ایک ایک وصف کی بنیاد پر تھی، کوئی حاتم طائی کی سخاوت پر گرویدہ ہوئے۔ کوئی عدل نوشیرواں کے مداح ہوئے۔ کوئی سقراط و بقراط اور افلاطون کی دانائیوں کے اسیر ہوئے۔

آج کی تہذیب نو کے دانشور

کچھ کارل مارکس کی روٹی کے ٹکڑے پر عاشق ہوئے۔

کچھ ہیگل کی گندی ذہنیت (کہ ماں اپنے بیٹے کا منہ صنف مخالف جنس (SEX) کی بنیاد پر چومتی ہے) کے فلسفہ پر ایمان لے آئے کوئی فرعون کے نظریہ ضبط ولادت پر عش عش کر اٹھے۔ کوئی مغربی جمہوریت پر مر مٹے۔

کتاب جمہوریت کا پہلا حقیقت افروز یہ سبق ہے ۔

جو چار سچے کہیں وہ باطل جو پانچ جھوٹے کہیں وہ حق ہے

کاش ! ان اندھے دانشوروں کو آنکھیں نصیب ہوتیں ، تو رہبر کامل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع کمالات شخصیت نظر آجاتی ۔ جن کی زندگی میں پاکیزگی ہی پاکیزگی ، افکار و کردار کا حسین امتزاج ۔ جن کی حیات مبارکہ سراسر خلق خدا کیلئے رحمت ہی رحمت ، پوری تریسٹھ سالہ زندگی ایسی بے داغ چمکتی چادر ، کہ کوئی معمولی دھبہ نہ دکھایا جا سکے ۔ اس راہبرؐ کامل کے ہوتے ہوئے اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرنا بدترین قسم کی بےنصیبی ہے ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب شامیوں کو تمتع بالحج کا فتویٰ دیا تو لوگوں نے کہا : حضرت ! آپ کے والد محترم عمرؓ تو اس سے منع کیا کرتے تھے ۔ تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ۔

أمر أبي يتبع أم أمر النبيّ (ترمذی)

میرے والد کی اطاعت واجب ہے یا اللہ کے نبیؐ کی ؟ ۔

اسی طرح آج بھی کوئی قول و فعل سنّت رسولؐ کے مطابق پیش کیا جائے تو پہلا سوال یہ ہوتا ہے یہ کس مسلک کی بات ہے ؟ یا بڑی عمر کے لوگ یہ کہہ کر رد کریں گے ۔ " ہماری عمریں بیت گئیں آج تک ہم نے تو ایسا سنا ہی نہیں " ۔ کیا حق ، آپ کے سننے تک محدود ہو گیا ہے ؛ باقی سب کچھ باطل ہے ؛ کوئی یہ کہہ کے ٹال جائے گا کہ " ساڈے مولوی نے انج نہیں دسیا " : لیکن حضرت ابن عمرؓ کا فرمان ایک حقیقت ہے ۔ اصل مطاع حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور اس

کے ضمن میں اللہ کے رسول ؐ مطاع ہیں۔ باقی کوئی نہیں ان دونوں کے بعد اولی الامر جو کہ خود پابند ہوں، اللہ اور رسول کے۔ اور بس۔
لہٰذا حبِ رسول ؐ کا تقاضا ہے کہ آپ ؐ کی پوری پوری فرمانبرداری کی جائے اور ساری زندگی اسی عہد
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی وفا میں گذر جائے۔

محمد ؐ کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم

اے مومنو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے (تو پھر جائے) اللہ اور بہت سے لوگ پیدا کر دے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہو گا۔

"اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین" (۶ : ۵۴)

"جو مومنو پر نرم اور کفار پہ سخت ہوں گے"

اذلۃ

"مومنوں پر نرم" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص اہل ایمان کے مقابلے میں اپنی طاقت کبھی استعمال نہ کرے۔ اس کی ذہانت، اسکی ہوشیاری، اس کی قابلیت، اس کا اثر و رسوخ، اس کا مال، اس کی جسمانی قوت، کوئی چیز بھی مسلمانوں کو دبانے اور ستانے اور نقصان پہنچانے کے لیے نہ ہو مسلمان اپنے درمیان اس

کو ہمیشہ نرم خو، رحم دل، ہمدرد اور حلیم اللسان پائیں۔

اعزۃ

"اعزۃ کفار پر سخت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک مومن آدمی اپنے ایمان کی پختگی، دینداری کے خلوص، اصول کی مضبوطی، سیرت کی طاقت اور ایمان کی فراست کی وجہ سے مخالفین اسلام کے مقابلے میں پتھر کی چٹان کی مانند ہو کہ کسی طرح سے اپنے مقام سے ہٹایا نہ جا سکے۔ وہ اسے کبھی موم کی ناک اور نرم چارہ نہ پائیں۔ انہیں جب بھی اس سے سابقہ پیش آئے، ان پر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ اللہ کا بندہ مر سکتا ہے مگر کسی قیمت پر بک نہیں سکتا اور کسی دباؤ سے دب نہیں سکتا۔ (تفہیم القرآن جلد اول)

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن (اقبال)

قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) إن المسلم إذا لقی أخاہ المسلم فأخذ بیدہ تحاتت عنھما ذنوبھما کما تحات الورق عن الشجرۃ الیابسہ فی یوم ریح عاصف وإلا غفرلھما ذنوبھما ولو کانت مثل زبد البحار (ابن کثیر)

حضورؐ نے فرمایا:

جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملتا ہے۔ اس کا ہاتھ محبت سے پکڑتا ہے تو دونوں کے گناہ یوں جھڑتے ہیں جیسے خشک درخت کے پتے تیز ہوا میں جھڑتے ہیں۔ چاہے دونوں کے گناہ سمندروں کی جھاگ کے برابر ہوں سب معاف ہو جاتے ہیں۔ (صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں، کبیرہ گناہ سچی توبہ

کرنے سے معاف ہوتے ہیں)۔

قال النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

إن أحب الاعمال إلى الله تعالیٰ الحب فی الله والبغض فی الله (رواہ احمد)

حضورؐ نے فرمایا: اللہ کو محبوب ترین اعمال میں سے یہ ہے کہ باہم محبت صرف رضائے الٰہی کی خاطر (بے غرضانہ) ہو۔ باہم رنجش بھی رضائے الٰہی (نہ کہ اپنے نفس کی تسکین) کی خاطر ہو۔

رئیس المحدثین امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکہ آلارا تالیف "الجامع الصحیح" میں ایک دلچسپ روایت ایک سے زائد مرتبہ نقل کی ہے حضورؐ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں سے ایک دوست نے دوسرے سے ایک ہزار دینار قرض مانگے۔

اس نے کہا: ٹھیک ہے گواہ لے آؤ، دیتا ہوں۔

اس نے کہا: کفی باللہ شہیدا، اللہ کی گواہی کافی ہے۔

اس نے کہا: کوئی ضامن لاؤ۔

سائل نے کہا: کفی باللہ وکیلا، اللہ کی ضمانت کافی ہے۔

رقم دینے والے دوست نے کہا:

آپ نے سچ بات کی ہے۔ یہ لو رقم۔ دونوں نے واپسی وصول کرنے کی تاریخ مقرر کرلی۔ وہ سمندر پار لیکر چلا گیا۔ مدت پوری ہونے پر مقروض شخص رقم واپس کرنے کی غرض سے ساحل پر پہنچا۔ تو کوئی سفینہ نہ ملا۔ ایک لکڑی کا گٹھا لیکر اس میں سوراخ کر دیا۔ رقم اس میں رکھ کر بند کیا۔ ساتھ ایک خط لکھ دیا۔ سمندر میں یہ کہتے ہوئے بہا دیا۔

"یا اللہ! تو جانتا ہے، یہ رقم تجھے گواہ اور ضامن ٹھہرا کے لی تھی مگر آج سواری نہ ملنے کی وجہ سے میں یہ تیرے سپرد کرتا ہوں۔" واپس مایوس آگیا۔

دوسرے ساحل پر رقم وصول کرنے کے لیے دوسرا دوست پہنچا کہ ابھی میرا مال لائے گا۔ انتظار کے بعد واپس جانے لگا تو لکڑی کا گٹھا تیرتا ہوا دیکھا۔ سوچا چلو یہ لکڑی گھر لے جاؤں جلانے کے کام آئے گی۔ گھر جا کے لکڑی کو پھاڑا تو ہزار دینار اور خط نکل آیا۔ جس میں تحریر تھا کہ میں وقت مقرر پر ساحل سمندر پر آیا تھا آپکا مال واپس کرنے۔ سواری نہ ملنے کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا۔ (یعنی معذرت تحریر تھی)

پھر اگلے روز ایک ہزار دینار مزید لیکر اپنے دوست کے گھر جا پہنچا کہ یہ لو رقم کل یہ مجبوری ہوئی تھی اس نے پوچھا: کیا پہلے کچھ مجھے آپ نے بھیجا ہے؟ اس نے ساری بات بتادی۔ تو صاحب مال نے کہا: اللہ تعالٰی نے آپکی امانت باسلامت پہنچا دی تھی۔ یہ دوسری رقم آپ لے جائیں اللہ آپکا حامی و ناصر ہو۔

اس حدیث میں الحب فی اللہ کا نظارہ جھلک رہا ہے۔ جب دو مسلمان اللہ کی رضا کے لئے آپس میں جڑتے ہیں تو اللہ ان کے کام آتا ہے۔ چاہے ظاہری اسباب ساتھ چھوڑ جائیں۔

ہماری شریعت میں پھر بھی لین دین کے وقت تحریر کرنے کا حکم ہے۔ یہ چونکہ محتاط طریقہ ہے۔ ہمارے لوگوں کے اتنے ظرف کہاں؟ اتنا توکل علی اللہ کہاں؟ ورنہ اسلام کا انسان مطلوب یہی ہے کہ لوگ ان اعلیٰ اوصاف کے حامل بن جائیں اور رذائل سے پاک صاف ہو جائیں۔ پھر یہ انسان ہوں اور اللہ کے کرشمے ہوں۔

حضرت عمرؓ اپنے دور خلافت میں مدینہ سے دور ایک جگہ پر ذرا کھڑے ہو کر گذرا کرتے تھے۔ اور رک کر کہتے: "قبل از اسلام" اونٹ چراتے ہوئے ایک بار میرے باپ نے یہاں تھپڑ مارا تھا۔ آج اتنی بڑی سلطنت پر میری حکومت ہے" یاد رہے ۲۵ لاکھ مربع میل پر حضرت عمرؓ خلیفہ تھے۔ جو کہ دور جاہلیت میں اونٹوں کے چرواہے تھے۔ اسلام دشمنی میں کفار میں سب سے زیادہ دلیر تھے جو حضورؐ کی گردن لینے گھر سے نکل کھڑے ہوئے تھے۔ چند آیات قرانیہ نے دگرگوں کرد تقدیر عمر را۔

درفشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا، آنکھوں کو بینا کر دیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

حضرت سیدہ عائشہؓ کو حضرت حسانؓ سے واقعہ افک میں بہت دلی صدمہ پہنچا تھا۔ حسانؓ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ایک بار عائشہ سے اسی حال میں ملنے آئے۔ آپ نے بہت حسن سلوک کا مظاہرہ کیا۔ عزت سے بٹھایا تکیہ دیا۔ بعض جذباتی عزیز و اقارب نے کہا: کیا یہ صحابیؓ ہیں؟ عائشہؓ نے فرمایا: یہ شعر انہی کا تو ہے اور میں سمجھتی ہوں صرف یہ شعر ہی ان کے گناہوں کا کفارہ بن گیا ہے

فان ابی و والدتی و عرضی
لعرض محمد منکم وقاءٗ

میرا باپ، میری ماں میری عزت و آبرو سب کچھ محمدؐ کی آن پر قربان ہیں۔

کیا عظمت ہے شمع حرم نبوی کیؓ ایک مومن سے عزت کو بٹہ لگا۔ آیات قرآنیہ کا نزول ہوا۔ الزام دھرنے والے کے لئے اپنا سینہ صاف کر لیا۔ کیونکہ اس سے چوک ہو گئی تھی۔

اوسے نوں گلاب آکھن جیہے کنڈیاں تے نبھ جاندی لے

گلاب کا شگفتہ و دلکش پھول جس شاخ پر مسکرا رہا ہوتا ہے۔ وہ شاخ کانٹوں سے بھری ہوتی ہے پھر بھی دلآویز تبسم ریز ہوتا ہے۔ یہی شان مومن کی ہوتی ہے اسے اگر دوسروں سے زخم پہنچیں تو یہ کسی کو ذرا بھی دکھ نہیں دیتا۔ اپنے اسلامی بھائیوں کے لیے مرنجان مرنج رہتا ہے۔

قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

"التودد إلی الناس نصف العقل"

لوگوں سے محبت کرنا یہ آدھی عقل مندی ہے۔

یعنی دیگر تمام امور حیات کی دانائی ایک طرف اور صرف انسانوں سے محبت کا عمل ایک طرف۔ دوسرے پہلو سے اس ارشاد نبویؐ پر غور فرمائیں۔ یعنی جو لوگوں سے محبت نہیں کرتا وہ آدھا بے وقوف ہے۔ باقی حماقتیں ایک طرف، صرف بے مہر ہونے کی حماقت ایک طرف۔

قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تصافحوا یذهب الغل وتهادوا وتحابوا وتذهب الشحناء (مؤطا)

حضورؐ نے فرمایا:

"آپس میں مصافحہ کیا کرو اس سے سینے کا کینہ دھلتا ہے۔ باہم الفت سے ہدیے تحفے دیا کرو، دل کی کدورت صاف ہوتی ہے۔" ہدایا کا تبادلہ اگر محبت سے ہوگا تو قلبی قربت بڑھے گی۔ اگر ان ہدایا کی بنیاد میں خلوص و محبت کی بجائے ریاکاری ہوگی تو مزید نفرتیں بڑھیں گی۔ جیسا کہ ہمارے ماحول میں، شادی بیاہ وغیرہ کی جاہلانہ رسوم میں ہوتا ہے۔

"میں نے تو آپ کے بیٹے کی شادی پر ہزار روپے کا جوڑا دیا تھا، اب میری باری آئی تو یہ کیا گھٹیا جوڑے کا ہمارے اُوپر احسان کر رہی ہو" ایہنوں رکھ چھگے وچ وغیرہ وغیرہ۔

اب بتایئے یہ انداز الفت ہیں؟ یوں محبت بڑھے گی یا نفرت پھیلے گی؟ اگر مقصود رضائے الٰہی ہو تو یقیناً محبت بڑھے گی۔

قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

تمام "التحیة الاخذ بالید"

مصافحہ کرنے سے سلام مکمل ہوتا ہے قال ؐ:

"ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان إلا غفرلهما قبل أن یتفرقا" جب دو مسلمان باہم مل کر مصافحہ کرتے ہیں تو دونوں کے جدا ہونے سے پہلے دونوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں" (ترمذی)

اس مادہ پرست دنیا نے انسان کو کیسا سنگدل بنا دیا ہے!

حالانکہ خندہ پیشانی سے ملنے پر، مصافحہ کرنے پر، سلام کہنے پر، کتنے روپے صرف ہوتے ہیں؟ کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا، مفت کا ثواب کمانا بھی بھاری ہو گیا ہے۔ جہاں مفت کے نیک عمل سے محرومی قبول کر لیں، وہاں بڑی بڑی قربانیوں کی کیا توقع ہو سکتی ہے؟ شیطان نے کس ڈھنگ سے نیکیوں سے دور کر دیا ہے؟

قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

"مثل القلب کریشة بأرض فلاة یقلبها الریح ظهرا لبطن"

حضورؐ نے فرمایا: "دل کی مثال پرندے کے اس پر کی طرح ہے جو کھلے میدان میں ہو، ہوائیں اسے اڑائے پھرتی ہوں۔ کبھی اس کا اوپر والا حصہ نیچے

ہوتا ہے اور کبھی نیچے والا اوپر ۔"

غور کیا جائے تو دل واقعی اتنا ہلکا ہوتا ہے ۔ کتنے ہی خیالات و وساوس کا گذر اتنی تیزی سے ہوتا ہے ۔ کہ بیٹھے بیٹھے آدمی کبھی ہزاروں میل دور پہنچ جاتا ہے، یکایک آسمانوں کی سیر ہو رہی ہوتی ہے ۔ آن واحد میں کبھی دفتر، کبھی مسجد، کبھی کھیل کے میدانوں، کبھی واہیات محفلوں میں جگہ جگہ پہنچا ہوتا ہے ۔ تیز آندھیاں اس پہ چلتی رہتی ہیں ۔

ذرا سا اک دل دیا ہے وہ بھی فریب خوردہ ہے آرزو کا

اس لئے حضورؐ دعا کیا کرتے تھے ۔

یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک

۔ اے دلوں کو الٹ پلٹ کرنے والے اللہ میرے دل کو دین پر جمائے رکھنا ۔

قرآن مجید میں یہ دعا اہل ایمان کرتے ہیں ۔

"ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا" (۳ : ۸)

اے ہمارے رب ! ہدایت نصیب ہو جانے کے بعد ہمارے دلوں میں کجی نہ آ جائے ۔

ہمارے ایک بزرگ دوست اخدا ان کی قبر کو روشن اور پرسکون رکھے انے کافی مدت پہلے قوم کی خستہ حالی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ۔" ایک بار ایک دکاندار سے میں نے کہا : کیا وجہ ہے آپ چیز کی قیمت بتاتے وقت جھوٹ بولتے ہیں ۔ کئی گنا ریٹ بڑھا کر بتاتے ہو"

اس نے کہا : قاضی صاحب ! کیا کریں ؟ سچ بولنے سے گاہک اعتبار نہیں کرتا ۔ وہ کھتار ہتا ہے اور رعایت کرو اور رعایت کرو، تو ہم پہلے سے اتنا زیادہ بتاتے ہیں کہ کم کرتے کرتے، ہمارے ہدف پہ سودا ہو جاتا ہے ۔ یہ مجبوری ہے ۔

قاضی مرحوم نے فرمایا: اچھا یہ چال آپ کی بحث و تکرار کرنے والے گاہک سے ہے۔ لیکن جب ہمارے جیسا بھولا بھالا آدمی آپ سے ریٹ پوچھتا ہے۔ پھر بغیر کسی بحث و تکرار کے، شرافت سے آپکو وہ دام دے دیتا ہے۔ کیا آپ نے کبھی ایسے سادہ لوح کو فالتو بتائی ہوئی رقم واپس کی ہے؟ کہ جناب یہ میں آپکو زائد بتا بیٹھا تھا۔ اس بات پر دکاندار کھسیانی ہنسی ہنسنے لگا۔ کہ ایسا تو کبھی نہیں کیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی تالیف "فتح الباری" شرح صحیح بخاری میں ایک واقعہ نقل کیا ہے۔

جناب جریرؓ کے غلام نے تین صد درھم کا گھوڑا خریدا۔ جریرؓ نے گھوڑے کو دیکھ کر کہا اے بیچنے والے یہ گھوڑا تین سو سے زیادہ قیمتی ہے۔

اس دیہاتی بے چارے نے کہا: چلو آپ چار صد دے دیں۔ انہوں نے کہا: یہ اب بھی مہنگا ہے۔ اس نے اور قیمت بڑھائی۔ کرتے کرتے آٹھ صد درہم اسے عنایت کئے کہ تیرا گھوڑا تین صد کے بجائے آٹھ صد کا ہے۔

کیا دیانت ہے صحابی رسولؐ میں۔

"الدین النصیحۃ" حدیث کے تحت یہ واقعہ نقل ہوا ہے۔ اور دین نام ہے خیر خواہی و ہمدردی کا۔ اس کے نمونے حضورؐ کی زندگی اور صحابہ کرامؓ کی سوانح میں ملتے ہیں۔

اسی لئے تو آپؐ نے فرمایا:

"التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشھداء" (ترمذی)

سچا امانتدار تاجر روز محشر نبیوں صدیقوں شہیدوں کے سنگ ہو گا۔

مومن سراپا محبت ہوتا ہے

قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) المؤمن مألف ولا خیر فیمن لا یألف ولا یؤلف (احمد)

رسول اللہ نے فرمایا: مومن سراپا محبت والفت ہے۔
اس شخص میں کوئی خیر نہیں جو نہ کسی سے الفت رکھتا ہو، نہ کوئی دوسرا اس سے انس رکھے۔

جب آدمی دوسروں کو محبت کے پھول دینے سے بخیل ہو جائے۔ پھر دوسروں کو کیا پڑی ہے کہ اس سے محبت کریں۔ یہ دنیا مکافات عمل رکھتی ہے۔ کہتے ہیں کنوئیں میں جیسی آواز دو گے، جوابًا ویسی ہی آواز سن لو گے۔ تمنا ہر فرد بشر کی یہ ہے کہ لوگ مجھ سے پیار کریں۔ نسخہ نہایت سادہ اور آسان ہے کہ آپ ہر کسی سے پیار کریں، لوگ آپ سے پیار کرنا شروع کر دیں گے۔

قرآن نے تو یہاں تک کہا ہے۔

ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم (۳۴:۲۴)

"تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو، تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے" جناب عمرؓ قبل از اسلام حضورؐ کی جان کے دشمن اور خون کے پیاسے تھے۔ حضورؐ کے حسن سلوک اور پر خلوص دعاؤں سے حضورؐ کے قدموں میں آ گئے حتیٰ کہ اپنی بیٹی حفصہؓ آپ کے نکاح میں دے دی۔ کہاں ننگی تلوار لے کر گردن رسولؐ کے درپے، کہاں غلامی رسولؐ پہ نازاں!

حضورؐ نے یمامہ کی جانب اپنے فوجی دستے روانہ کئے۔ بالآخر یمامہ علاقے

کا بادشاہ گرفتار ہوتا ہے۔ صحابہؓ نے مسجد نبوی کے اندر ایک ستون سے باندھ دیا۔ حضورؐ تشریف لائے پوچھا۔

ماعندک یا ثمامہ: ثمامہ کیا خیال ہے؟ کہا: "قتل کرو گے تو میری قوم آپ سے میرے خون کا بدلہ لے گی، احسان کرو گے تو شکر گزار ہوں گا۔ دولت چاہتے ہو تو بولو؟"

حضورؐ یہ جواب سن کر چلے گئے۔

اگلے روز پھر پوچھا۔ اس نے وہی جواب دہرایا۔ آپؐ سن کر چل دیے۔

تیسرے روز سوال کا وہی جواب تھا۔

حضورؐ نے حکم دیا:

"اطلقوا ثمامہ": ثمامہ کو رہا کر دو۔

ثمامہ مسجد سے جیسے جیسے باہر جا رہا ہے قدم رکتے جاتے ہیں۔ دل پیچھے مسجد کی طرف کھینچ رہا ہے۔ سوچ رہا ہے: "کبھی کسی دشمن نے ایسے مغلوب دشمن کو زندہ چھوڑا نہیں ہے۔ میں تو دھمکی بھی دیتا رہا ہوں۔"

مسجد کے قریب ہی پانی سے غسل کر کے مسجد میں واپس آ کر بلند آواز سے حضورؐ کے سامنے کلمہ شہادت پڑھتا ہے۔

پھر کہتا ہے: "حضورؐ! قبل ازیں آپ کا چہرہ دنیا بھر کے چہروں سے زیادہ ناپسندیدہ تھا۔ مگر اب روئے زمین کے چہروں میں سب سے پیارا، آپؐ کا چہرہ مبارک لگ رہا ہے۔ اس سے پہلے آپ کا دین، آپ کا شہر بہت برا لگتا تھا۔ اب ہر چیز محبوب ہو گئی ہے۔"

پوچھتا ہے میرا عمرہ کرنے کا ارادہ ہے۔ آپؐ نے بشارت کے ساتھ حکم دیا کہ جاؤ عمرہ کرو۔

مکہ پہنچا تو کسی نے طنز کی: "ثمامہ! بے دین ہو گیا ہے؟" اس نے کہا: نہیں بلکہ محمدؐ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا ہوں۔"

ثمامہ نے کفار مکہ کے بُرے رویے سے تنگ آکر دھمکی دے دی کہ ٹھیک! آئندہ یمامہ کی جانب سے گندم کا ایک دانہ بھی آپ تک نہ پہنچنے دوں گا۔ جب تک کہ میرے رسولؐ مجھے حکم نہ دیں۔

قحط کا زمانہ تھا۔ غلہ ادھر سے آنا بند ہوا تو اہل مکہ کو دن میں تارے نظر آنے لگے۔ اس قدر بھوک نے ستایا کہ حضورؐ سے التجا کرنا پڑی۔ کہ آپؐ کے رشتہ دار آپ کا خون ہیں۔ یہ بھوک سے تڑپ رہے ہیں۔ ثمامہ کو کہیں وہ غلہ نہ روکے۔ رحمت للعلمینؐ کو، ظالموں پر ترس آتا ہے اور ثمامہ کو غلے کا لکھ بھیجا۔

محترم قارئین!

کیا کمالات ہیں حسن اخلاق کے! ہمارے جیسا ہوتا، تو کافر کو مسجد میں بندھا دیکھ کر، پہلا حکم یہ دیتا کہ نکالو اسے مسجد سے۔ وہ صفیں جلا دو۔ جہاں اس ناپاک کے قدم لگے ہیں۔ فرش کو دھو ڈالو پلید ہو گیا ہے۔ لیکن سرکارؐ دو عالم کے اخلاق عالیہ سب سے نرالے اور من موہنے والے ہیں۔ جو دشمن کو بھی اپنے دام الفت میں اسیر کر لیتے ہیں۔

زندگی کچھ اور شے ہے، علم ہے کچھ اور شے
زندگی سوزِ جگر ہے، علم ہے سوزِ دماغ (اقبال)

صلیبی جنگوں میں فتح پاتے پاتے صلاح الدین ایوبیؒ نے جب بیت المقدس کو فتح کیا۔ تو اعلان کروا دیا:

شہر کے باشندے اپنا اپنا فدیہ دیکر سلامتی سے جدھر چاہیں جا سکتے ہیں۔ انہیں جان کا کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہیئے۔"

صاحب حیثیت لوگ فدیے دے گئے۔ دشمن فوجی قید میں تھے۔ ان کی عورتوں نے آکر فریاد کی کہ ہمارے پاس فدیہ دینے کو کچھ نہیں، کیونکہ ہمارے شوہر گرفتار ہیں۔

ایوبیؒ کا دل خواتین کی بے کسی دیکھ کر پگھل گیا۔ کہا:

نہ صرف ان عورتوں کا فدیہ معاف ہے بلکہ ان کے شوہروں کو بھی رہا کر دو۔

اقبالؒ اسی مروت کو کہتے ہیں۔

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دلنوازی کا
مروت حسن عالمگیر ہے مردان غازی کا

۹۰ برس اس سے پہلے جب عیسائیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کیا تھا۔ نہ کسی بچے کو معاف کیا نہ کسی عورت کو چھوڑا، نہ بوڑھے کو، سب کو تہ تیغ کیا۔ حتیٰ کہ صحن مسجد میں گھوڑوں کے گھٹنوں تک خون بھر گیا تھا۔ یہ فرق ہے اسلام اور عیسائیت میں۔ دہائی یہ دی جاتی ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، مذہب افیون ہے، مسلمان جنونی ہوتے ہیں۔ جبکہ تاریخ اسلام میں اسلامی فوجوں نے کبھی بے گناہوں کا یوں قتل عام نہیں کیا۔

پاکستان کو ایٹم بم اس لئے نہیں بنانا چاہیئے کہ مسلمان جذباتی ہوتے ہیں۔ جبکہ اپنی دیوانگی دور زندگی نظر ہی نہیں آتی۔ انیولا کے بی ۲۹ طیارے نے صرف ۱۶ منٹ میں ایٹمی بمباری کر کے ۱۲ لاکھ افراد کو جاپان میں موت کی نیند سلا دیا تھا۔ میاں مٹھو کو اپنی باتیں یاد ہی نہیں۔ اگر پاکستان کہتا ہے کہ ہمیں ایٹمی توانائی کی ضرورت ہے۔ بجلی ناکافی ہو گئی۔ الیسٹ انڈیا کمپنی کے

روپ میں تاجرانہ بھیس بدل کر کراچی ڈیرے ڈال دیئے ہیں۔ حکومت پاکستان نے بجلی گھر بنوانے کے سودے کر لئے۔ جب کہ ان دانا تاجروں کی چال یہ ہے کہ بجلی مہیا کر دو تاکہ ایٹمی پلانٹ کا جواز ہی ختم ہو جائے۔

سادگی مسلم کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ

بڑی طاقتیں بہت وفاشعار، وعدوں کی پاسدار ہوتی ہیں۔ انہیں ناراض نہیں کرنا چاہیئے۔ ورنہ ہمیں دہشت گرد قرار دے دیں گی۔ الیف ۱۶ کے وعدے سے مکرنا، رقم وصول کر کے ڈکار مار جانا۔ ۱۹۷۱ء میں امریکی بحری بیڑے کا راستے میں حرکت کرتے رہنا اور ساحل مراد تک نہ پہنچنا۔

LOOK BUSY, DO NOTHING

ہم خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

پھر بھی ہمارا دل اسی معشوق کے عشق سے سرشار ہے
اغیار لکیریں کھینچ گئے ہم لوگ فقیری کرتے ہیں
معشوق جو ہم سے روٹھ گیا تصویر پہ اس کی مرتے ہیں (نعیم صدیقی)

خیر، بات ہو رہی تھی مسلمانوں کے باہمی تعلقات پر جو دشمنوں سے بھی مروت کرتے ہیں۔ فی الحال تو ہمیں اپنے گھر کی فکر ہونی چاہیئے۔ دشمن کا مسئلہ بعد کی بات ہے۔

قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم): المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضا ثم شبک بین أصابعہ (متفق علیہ)

"مومن، مومن کے لئے عمارت کی طرح ہے۔ جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کے لئے سہارا بنتا ہے"۔

پھر آپؐ نے مثال دیتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں۔ یعنی خوشحالی و بدحالی میں ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں مسلمانوں میں مسالک و مذاہب نے کافی حد تک امت کی قوت کو کمزور کیا ہے۔ اب تو ایک ایک مسلک کی کئی کئی شاخیں ہیں۔ کوئی گستاخ رسولؐ ہے۔ کوئی بدعتی ہے۔ کوئی مشرک ہے۔ کوئی توہین صحابہ کرتا ہے یہ چاروں نامور گروہ کم از کم اللہ کی ربوبیت محمدؐ کی رسالت، قرآن کریم، اور کعبے کی مرکزیت پر تو متفق ہیں۔ بلکہ ہندوستان میں ہندوؤں کے مقابلے میں کشمیر میں افغانستان میں بوقت جہاد بخلاف روس، اسی طرح بوسنیا وغیرہ میں ہم آواز و ہم آہنگ ہو جاتے ہیں۔ عصبیت کے تماشے فارغ البالی میں لگتے ہیں۔ "وہلی رن پروہنیاں جوگی" ان سب کو غلبہ اسلام کے لئے دنیا کی باطل قوتوں کے مقابل جہاد میں مصروف کر دیا جائے تو پھر مصیبت میں سب اکٹھے بھی ہو جاتے ہیں اور سب میں گاڑھی چھننے لگتی ہے۔ ۱۹۶۵ء میں بھارت کی جارحانہ جنگ کے وقت سب مسلمان ہو گئے تھے ان سترہ دنوں میں نہ کوئی وہابی کی آواز سنائی دی، نہ بریلوی، دیوبندی وغیرہ کی۔ سارے ہی اللہ اللہ کر رہے تھے۔ باہمی اختلافات بھول گئے تھے۔ معلوم ہوا جہاد اس منتشر قوم کو منظم کر سکتا ہے۔

دوسرا علاج یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں علماء کرام **اتحاد و اتفاق** کے مسائل کو اجاگر کر کے قوم کی تربیت کریں۔ ایک دوسرے کو کافر بنانے والے مسائل کو رفتہ رفتہ ترک کر دیں۔ یعنی ایک دوسرے کو چڑانے کے لئے عبادت نہ کی جائے۔ صرف خدا کی رضا کے لئے کی جائے۔ مثلاً بلند آواز سے آمین کہہ کر احناف کو ڈرانا، چڑانا مقصود ہو تو عبادت الٰہی نہیں رہے گی۔ لاؤڈ سپیکروں

پر درود شریف گانوں کی طرح کے پڑھ کر گروہ مخالف کو چڑانا ہے تو عبادت تو نہ ہوئی۔ اگر تعزیہ کا جلوس عبادت سمجھ کر نکالا جاتا ہے تو بھیڑ میں سے خود بھی تنگ ہو کر اور دوسروں کو تنگ کر کے بازاروں میں سے گزارنے کے بجائے خالی میدانوں میں کام کر لیا جائے تو کیا حرج ہے ؟۔

ہر مسلک وہ طریقہ اختیار کرے جس سے دوسروں کی دل آزاری مطلوب نہ ہو تو امن ہو سکتا ہے۔ جو قوت اور صلاحیتیں آپس میں لڑ جھگڑ کر ضائع کی جاتی ہیں، وہ سب مل کر کفر کے خلاف استعمال کریں۔

سچی بات یہ ہے کہ کفر مسجدوں کے بجائے، حکومتوں کے ایوانوں میں ہے اس کی خبر لی جائے۔ حکومت اپنی قوت کے زور سے، شراب خانے کھول دیتی ہے۔ حالانکہ شراب کسی مسلک میں حلال نہیں۔ حکومت چکلوں کے لائسنس دیتی ہے۔ جب کہ زنا ہر مسلک میں حرام ہے۔ حکومت سود کو حلال کر کے اللہ اور رسول سے اعلان جنگ کرتی ہے۔ جب کہ سود کسی مسلک میں حلال نہیں۔

اسی طرح غور کیا جائے تو اصل کفر و باطل کی قوت اقتدار ہی کے پاس ہے۔ اسی کی وجہ سے ساری قوم طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہے۔ قتل ہو رہے ہیں، ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ اغوا ہو رہے ہیں۔ یہ سب جرم ۔کس مسلک میں جائز ہیں ؛ بے حیائی کی کونسا مسلک اجازت دیتا ہے ؟ ۔

قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) المؤمنون کرجل واحد إن اشتکی عینہ اشتکی رأسہ اشتکی کلہ (مشکوۃ)

فرمایا حضورؐ نے :

تمام مسلمان فرد واحد کی طرح ہیں۔ آنکھ دکھتی ہے تو پورا بدن بے قرار

ہو جاتا ہے۔ اگر سر میں درد ہوتا ہے تو سارا جسم بے چینی اور تکلیف محسوس کرتا ہے۔"

کیسے عمدہ قسم کے ارشادات نبویؐ ہیں!

خداوند کریم ہمیں ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب کرے۔

آج ہمارے اڑوس پڑوس میں کتنے مظلوم و مجبور مرد، عورتیں، بچے بوڑھے سسک رہے ہیں، بلک رہے ہیں؟۔

کون ہے جو یہ احساس کرے کہ اپنی آنکھ کے درد کی طرح، کسی دوسرے مسلمان کے درد کا درمان کرے؟

کون ہے جو حضورؐ کی طرح دوسروں سے دکھ سہہ کر، ان کے سکھ کا سامان کرے؟

کون ہے جو دشمن سے پتھر کھا کر، انہیں دعائیں دے؟

کون ہے جو سر شام پریشان حال بڑھیا کا سامان اٹھا کے، اسے منزل تک پہنچا آئے۔؟

کون ہے جو ابوبکرؓ کی طرح رات کی تاریکی میں ایک معذور بڑھیا کے گھر کی صفائی کرے؟

کون ہے جو عمرؓ کی طرح، راشن اپنی کمر پر اٹھا کر، اپنی بیوی کو ساتھ لیکر کسی خانہ بدوش کی مدد کو جا پہنچے؟

کون ہے جو عثمانؓ کی طرح اپنا سارا مال تجارت جہاد میں جھونک دے؟

کون ہے جو علیؓ کی طرح دشمن کے سینے پر بیٹھ کر، صرف اس لئے اسے چھوڑ دے کہ اس نے منہ پر تھوک دیا تھا؟

کون ہے جو دختر حاتم طائی جیسی کو ننگے سر، گرفتار دیکھ کر، اپنی چادر مبارک سے اس کا سر ڈھانپ دے ؟

ہے کوئی آج جو اپنے ملازم کو سواری پہ بٹھا کر خود پیدل چلے ؟

ہے کوئی جو مہمان کو کھلا کر خود بھوکا سو جائے ؟

ہے کوئی آج جو اپنے اوپر کوڑا پھینکنے والی کی عیادت کرے ؟

ہے کوئی جو غریبوں کی مجلس میں بیٹھ بیٹھ کر ان کی دلجوئی کرے ؟

ہے کوئی ابن قاسمؒ کی طرح مظلوم خواتین کی پکار پر لبیک کہے ؟

ہے کوئی جو عہدہ چیف جسٹس کے بجائے جیل قبول کرے ؟

ہے کوئی جو امامؒ مدینہ بن کر کوڑے کھائے ؟

ہے کوئی ابن حنبلؒ جو دین کو عظیم سہارا دے جائے ؟

ہے کوئی جو ابن تیمیہؒ کی طرح جبر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بات کرے ؟

ہے کوئی مجدد الف ثانیؒ جو شاہی دربار میں حق کا اعلان کرے ؟

ہے کوئی سید قطبؒ جیسا جو وزارت تعلیم کے بجائے پھانسی کو ترجیح دے ؟

ہے کوئی ابراہیمؑ جیسا جو وقت کے نمرودوں سے ٹکرائے ؟

ہے کوئی فرزند اسماعیلؑ جیسا، جو باپ کی چھری کے نیچے اپنی گردن رکھ دے ؟

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی
چشم فلک نے یہ سب نظارے دیکھے ہیں
آج بھی سب کچھ ممکن ہے خدا سے مانگیں

بے لوث محبت ہو، بے باک صداقت ہو
سینوں میں اجالا کر، دل صورت مینا دے
احساس عنایت آثار مصیبت کا
امروز کی شورش میں اندیشہ فردا دے
میں بلبل نالاں ہوں اس اجڑے گلستان کا
تاثیر کا سائل ہوں، محتاج کو داتا دے (اقبال)

قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
من ذب عن لحم أخیہ بالمغیبۃ کان حقا علی اللہ أن یعتقہ من النار (بیہقی)

حضورؐ نے فرمایا:
جس نے اپنے مسلمان بھائی کے گوشت کی، اس کی غیر حاضری میں مدافعت کی، تو اللہ پر لازم ہے اسے جہنم کی آگ سے آزاد کرے۔

یعنی مومن کی شان صرف یہ ہی نہیں کہ خود صاف دل رہے بلکہ دوسروں کے دل کی صفائی کا اہتمام کرے۔ کسی کو کسی سے غلط فہمی ہے تو اسے رفع کروائے تاکہ سب کے دل ایک دوسرے کے لئے صاف ہوں۔ دل صاف ہو جائیں تو زبان خود بخود صاف ہو جاتی ہے۔ غیبت کے تیر و نشتر زبان سے اسی وقت چلتے ہیں جب دل میلا ہو۔ (رواہ احمد)

اسی لئے حضورؐ کا یہ فرمان بھی ہے "حسن الظن من حسن العبادۃ"
حسن ظن (خوش گمانی) بھی عبادت کے حسین مدارج سے ہے۔
جتنا بھی ممکن ہے دوسرے کے بارے میں دل صاف رہے۔

خواہ مخواہ دوسروں کی کرید لگاتے پھرنا، پھر اس کے چرچے کرنا مناسب کام نہیں۔

قرآن بھی تعلیم دیتا ہے۔

قل اعوذ برب الناس ملک الناس اله الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس (سورہ ۱۱۴)

پلٹ پلٹ کر وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنا۔

حضورؐ نے فرمایا:

إن الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم، وإني خشيت أن يقذف في قلوبكما شيئاً - أو قال - شرًّا (بخاری و مسلم)

جب حضورؐ کو اعتکاف میں آپ کی زوجہ صفیہؓ ملنے آئیں۔ تو دو گذرنے والوں کے سامنے حضورؐ نے وضاحت فرمادی۔ کہ میری اہلیہ ہیں شیطان انسانی جسم میں یوں گردش کرتا ہے جیسے خون کی رگوں میں لہو چلتا ہے۔ تمہارے دل میں کوئی غلط بات نہیں آنا چاہیئے۔

خواہی کہ عیب ہائے تو روشن شود ترا
یک دم منافقانہ نشیں در کمین خویش (عرفیؒ)

مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ (رجسٹرڈ)

اسلامیہ پارک ۔ پونچھ روڈ لاہور

اے اللہ والے مسلم بھائی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا آپ اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت پیش کرنے کے لئے اپنا مال اور جان پیش کرنے کے متمنی ہیں؟ تاکہ دنیا کی زندگی میں نیک نامی ہو اور بعد وفات آپ کے لئے ذخیرہ اجر ہو ۔ یقیناً چاہتے ہیں تو آیئے ہمارے ساتھ جہاد بالقلم میں شریک ہوں ۔ کتب خود چھپو لیئے اور تقسیم کیجئے ۔ اصل کتابت حاضر ہے ۔ ہمیں فرمائیں تو ہم لاگت پر آپ کی خدمت میں پیش کر دیں گے ۔

انشاء اللہ یقیناً اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ جنت میں اصلاح اُمت اور تبلیغ دین سے نصیب ہوگا

مدرسہ کے لئے ارسال کردہ رقوم نگران مدرسہ کے نام یا براہِ راست الائیڈ بنک آف پاکستان سمن آباد، لاہور میں مدرسے کے کرنٹ اکاؤنٹ نمبر ۹۰۹ میں جمع کرا دیں۔ ہم ہیں آپ کے تعاون کے منتظر: وَاللّٰہِ الْمُوَفِّقُ وَالْمُسْتَعَانِ.

ڈاکٹر پروفیسر سعید اقبال	صدر
حاجی محمد یوسف خاں	نائب صدر
انجینئر محمد جاوید	سیکرٹری
محمد عامر	سیکرٹری نشر و اشاعت
ملک عبد القیوم	نگران
قاری محمد اعظم شاکر	انچارج لائبریری

صفحہ یادداشت

نمبر شمار	نام و پتہ	فون نمبر گھر
۱	ڈاکٹر پروفیسر سعید اقبال صاحب۔ صدر مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ	۴۱۳۲۲۲۸
۲	حاجی محمد یوسف خاں صاحب۔ نائب صدر " " "	۷۳۵۷۱۸۷۹
۳	انجینئر محمد جاوید صاحب۔ سیکرٹری " " "	۴۱۲۲ ۲۴
۴	محمد عامر صاحب سیکرٹری نشر و اشاعت " " "	۷۵۷۱۸۷۹
۵	ملک عبد القیوم صاحب۔ نگران " " "	۷۵۹۹۸۰۲

نمبر شمار	نام و پتہ	فون نمبر گھر

علم اور دولت

دس آدمیوں کی ایک جماعت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا "علم اور دولت دونوں میں سے کس کو برتری حاصل ہے؟ براہِ کرم سب کو الگ الگ جواب مرحمت فرمائیں" حضرت علیؓ کے دس جوابات یہ تھے۔

دولت فرعونوں کا ورثہ ہے اور علم انبیاؑ کا عطیہ۔
دولت کی حفاظت تم کرتے ہو جب کہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے۔
جس کے پاس دولت ہو اس کے بہت سے دشمن ہوتے ہیں اور جس کے پاس علم ہو اُس کے بہت سے دوست ہوتے ہیں۔
دولت بانٹی جائے تو کم ہوتی ہے علم بانٹا جائے تو بڑھ جاتا ہے۔
دولت مند کنجوسی کی طرف مائل رہتا اور عالم فیاضی کی طرف۔
دولت چرائی جا سکتی ہے، علم چرایا نہیں جا سکتا۔
دولت محدود ہے اس کا حساب رکھا جا سکتا ہے؛ علم لامحدود ہے اس کی کوئی انتہا نہیں۔
دولت وقت کے ساتھ گھٹتی رہتی ہے علم کبھی نہیں گھٹتا۔
دولت سے اکثر دل و دماغ پر سیاہی چھا جاتی ہے لیکن علم سے دل و دماغ روشن ہوتے ہیں۔
دولت نے فرعون اور نمرود جیسے خدائی دعویٰ کرنے والے پیدا کئے۔
علم نے انسان کو سچے معبود سے متعارف کرایا۔

درخواست

آپ کے

عشر و زکوٰۃ، صدقات و خیرات اور چرمہائے قربانی

کا

بہترین مصرف مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ (رجسٹرڈ) ہے

آپ مدرسہ تجوید القرآن کے ساتھ تعاون فرما کر اپنے لیے صدقہ جاریہ بنا سکتے ہیں

منجانب: مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ (رجسٹرڈ) اسلامیہ پارک پونچھ روڈ لاہور

علاوہ ازیں دین حنیف کے اہم مسائل پر پمفلٹ شائع کیے جاتے ہیں۔ اس اشاعت کے سلسلے میں آپ کا تعاون درکار ہے۔

ملک عبد القیوم نگران مدرسہ

مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ (رجسٹرڈ)

اسلامیہ پارک پونچھ روڈ لاہور فون: ۷۵۹۹۸۰۲